Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Orientalists' Objections on the Challenges of the Qur'an in the Context of Coherence and Structure

نظم وترتیب کے تناظر میں مشکلات القرآن پر مستشرقین کے اعتراضات

Dr.Muhammad Pervaiz
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies & Shariah, The Minhaj University Lahore
pervaizbilal365@gmail.com
Dr. Muhammad Mumtaz Ul Hasan
Professor, Department of Islamic Studies & Shariah, The Minhaj University Lahore, Pakistan
drmumtaz365@gmail.com

ABSTRACT
The Holy Qur'an is the primary source of Islam and the foundation of religious and cultural life. Believers regard it as the divine word of God, the complete guide for human guidance, and the greatest miracle of the Prophethood of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him). This sacred book not only provides the basis for beliefs and rituals but also offers a comprehensive charter for human welfare, moral purification, social justice, and spiritual elevation. The preservation and miraculous nature of the Qur'an have always remained a subject of deep reflection for scholars and researchers across generations. Within the rich Islamic scholarly tradition, extensive work has been carried out for centuries on the Qur'an's coherence, eloquence, stylistic features, miraculous nature, and thematic harmony.However, alongside this vast corpus of Islamic knowledge, a prominent aspect of Western Orientalist scholarship has been to raise intellectual and critical objections against the Qur'an. Orientalists have questioned the Qur'an's coherence, literary style, and structural composition from various perspectives. Among their claims is the assertion that the Qur'an lacks narrative continuity, its themes appear disconnected, and the arrangement of verses and chapters is illogical. While some of these objections stem from academic analysis, many are influenced by bias, intellectual one-sidedness, or a lack of understanding of the internal spirit of Islamic sciences.Specifically, in the context of coherence and structure, the issues raised by Orientalists often ignore the classical Islamic tradition of Qur'anic understanding—principles such as the "Nazm al-Qur'an" (coherent order of the Qur'an), interpretation in light of context, and the depths of Qur'anic eloquence. These objections are typically based on a superficial reading of the text, disregarding the inner connectivity, thematic progression, and stylistic wisdom that are, in fact, central to understanding the Qur'an.

Keywords: *Orientalists', Objections, Challenges, Coherence, Comprehensive, Progression.*

قرآن مجید اسلام کا بنیادی ماخذ اور دینی و تہذیبی زندگی کی اساس ہے، جسے اہلِ ایمان اللہ کا کلام، انسانی ہدایت کا کامل دستور اور نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا سب سے بڑا معجزہ تسلیم کرتے ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف عقائد و عبادات کی بنیاد فراہم کرتی ہے بلکہ انسانی فلاح، اخلاقی تطہیر، معاشرتی عدل اور روحانی ارتقاء کا جامع منشور بھی پیش کرتی ہے۔ قرآن کریم کی حفاظت اور اس کا اعجاز ہر دور میں اہلِ علم و تحقیق کے لیے غور و فکر کا میدان رہا ہے، اور مسلمانوں کی عظیم علمی روایت میں اس کے نظم و ترتیب، بلاغت، اسلوب، اعجاز اور معنوی ہم آہنگی پر صدیوں سے کام ہوتا رہا ہے۔ تاہم اسلامی علوم کے اس وسیع ذخیرے کے بالمقابل مغربی مستشرقین (Orientalists) کی کوششوں کا ایک نمایاں پہلو قرآن مجید پر علمی و فکری اعتراضات کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ مستشرقین نے قرآن کے نظم، اسلوب اور ترتیب پر مختلف پہلوؤں سے سوالات اٹھائے، جن میں یہ دعویٰ بھی شامل ہے کہ قرآن میں تسلسلِ بیان کا فقدان ہے، اس کے مضامین غیر مربوط ہیں، اور آیات و سورتوں کی ترتیب غیر منطقی ہے۔ ان اعتراضات کی بنیاد بعض اوقات علمی تجزیے پر ہوتی ہے لیکن اکثر ان میں تعصب، فکری یک طرفگی، یا اسلامی علوم کی داخلی روح سے ناواقفیت کارفرما نظر آتی ہے۔ خصوصاً نظم و ترتیب کے تناظر میں مستشرقین نے جن اشکالات کو بنیاد بنایا، وہ قرآن فہمی کی کلاسیکی اسلامی روایت، جیسے "نظمِ قرآن" کے اصول، سیاق و سباق کی روشنی میں تفسیر، اور اعجازِ بیانی کی گہرائیوں کو نظرانداز کرتے ہیں۔ یہ اعتراضات محض ظاہری ترتیب کو دیکھ کر قرآن کے اندرونی ربط، معنوی تسلسل اور اسلوبی حکمتوں کو نظر انداز کرتے ہیں، جو کہ درحقیقت قرآن کے فہم کا بنیادی تقاضا ہے۔

نظم کا لغوی معنی

''نظم'' لغت میں کسی چیز کی حسن ترتیب کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کلام موزوں، مقفیٰ عبارتوں موتیوں کی مالا یا کسی بھی چیز کا خوبصورت انداز میں باہمی جوڑ توڑ، تعلق اور واسطہ ہو تو 'نظم' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

نظم کی اصطلاحی تعریف

نظم القرآن کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے علامہ زمخشری اساس البلاغہ میں لکھتے ہیں:

النظم فی اللغۃ جمع اللؤلوفي السلك نظمت درر، ومن المجاز نظم الكلام، وليس لامره نظام اذا لم تستقم طريقته [i]

"نظم لغت میں موتی پرونا، میں نے موتی پروئے، اور مجازاً منظوم کلام کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا معاملہ منظم نہیں ہے، جب کسی کا کام منظم نہ ہو تو کہتے ہیں اس کے کام میں کوئی نظم نہیں ہے۔"

ابن منظور (۶۳۰-۷۱۱ھ) نظم کا لغوی مفہوم لسان العرب میں یوں لکھتے ہیں کہ

نظمت اللؤلؤای جمعته في السلك، والتنظيم مثله، وكل شيء قرنته بآخر أو ضممت بعضه الى بعض فقد نظمته النظم المنظوم، وصف بالمصدر النظام مانظمت فيه الشي عن خيط و غيره نظام و نظام كل امر ملاكه و الجمع انظمة و اناظيم و النظام ينظم به اللؤلؤ و كل خيط ينظم به اللؤلؤ او غيره فهو نظام و جمعه نظم و النظام الهدية و السيرة و ليس با مره نظام اى ليس له هدى ولا متعلق ولا استقامة[ii]

"میں نے موتی دھاگے میں پروئے یعنی میں نے ایک دھاگے میں جمع کیے اور اسی طرح تنظیم کا لفظ استعمال ہوتا ہے ہر وہ چیز جو آپ کسی چیز کے ساتھ جوڑ دیں یا اس کے کچھ حصے کو کچھ حصے کے ساتھ ملا دیں تو اسے نظم کہا جائے گا نظم حقیقت میں منظوم ہے جسے مصدر سے بیان کیا گیا ہے۔ دھاگہ وغیرہ کے ساتھ موتیوں یا کسی اور چیز کو جو جوڑا جاتا ہے اسے نظام کہتے ہیں اور معاملے کا نظام اس کا کل سرمایہ ہے اس کی جمع نظم، انظمہ تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ان کے معاملے میں کوئی نظام نہیں یعنی ان کے معاملہ میں کوئی سلیقہ، ربط اور درستگی نہیں"۔

ابن منظور نظم کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

النظم : التا ليف ، نظمه ،ينظمه ،نظاً و نظاماً و نظمت اللؤ لو اى جمعته فى السلک والتنظيم مثله ومنه نظمت الشعر ونظمته ۔والنظم: المنظوم ، وصف با لمصدر ،والنظم: ما نظمه ملولووخرز و غير هما[iii]

"نظم تالیف اور ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا ہے موتیوں کی مالا، ان کو باہمی ترتیب میں پرونا خوبصورت انداز میں دھاگے میں منضبط کرنا ہے۔ اور اسی سے نظمت الشعر بھی ہے۔"

علامہ جرجانی نظم القرآن کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

تاليف الكلمات والجمل مترتبة المعانى متناسبة الدلالات على حسب ما يقتضيه العقل[iv]

"کلمات اور جملوں کو ایسی ترکیب دینا کہ اس کے معانی مرتب اور دلالات مناسب ہو جیسا کہ عقل کا تقاضا ہو۔"

وقیل: الألفاظ المترتبة المسوقة المعتبرة دلالاتها على ما يقتضيه العقل،،

"منظم اور مرتب الفاظ ایسے معانی پر دلالت کریں جو عقل کے تقاضوں پر پورے اترتے ہوں"۔

محمد مرتضیٰ الزبیدی، نظم کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

النظم المنظوم : با للؤلؤ المخرر وصف با لمصدر يقال نظم من لؤلؤ والنظم الجماعة من الجراد) : ونظم الؤلؤ ينظمہ نظما و نظاما ونظمہ: تنتظيما: الفہ وجمعہ فی سلک فا نتظم و تنظیم منہ نظمت الشعر و نظمتہ ونظم الامر علی المثل ولہ نظم حسن ودر منظوم و منظم۔[v]

"ایک چیز کا دوسری چیز سے ملا ہونا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ موتیوں کو باہم ایک لڑی میں پرو دینا، موتیوں کی مالا، باہم ترتیب سے رکھنا، باہمی ترتیب سے خوبصورت انداز سے دھاگے میں منضبط کرنا کسی کام کو ترتیب دینا، انتظام سے کرنا اور اسی نظمت الشعر بھی ہے"۔

محمد عبد الحفیظ اس ضمن میں بیان کرتے ہیں :

نظم : نظماً ونظاما ء اللؤ لؤ و نحوہ: موتی پرونا، آراستہ کرنا، موزوں کرنا

الشئی الی الشئی :ترتیب دینا، کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ جوڑنا

نظم اللؤلو الشعر : یمنی نظم تنظیم : وانتظم وتنا ظم اللؤ لو ونحو ہ:

موتی کا پرو دیا جانا، ترتیب وار ہونا، درست ہونا

تنا ظمت الصخور پتھر کی چٹانوں کا ایک ساتھ ملا ہوا ہونا۔[vi]

قاضی زین العابدین اس حوالے سے لکھتے ہیں

"نظام موتیوں کی لڑی وہ چیز جس کی وجہ سے کوئی کام قائم اور موجود ہو: طریقہ قاعدہ، اصول، عادت، شعر، تہ بہ تہ، نظم شعر موتیوں کی لڑی، نظم موتیوں کو ڈوری میں پرونا، نظم لکھنا، انتظام کرنا، ترتیب دینا، ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھنا۔ استوار کرنا، سنوارنا"۔[vii]

نظم قرآن پر مستشرقین کے اعتراضات

مستشرقین نے مسلمانوں کے ذہنوں میں قرآن کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی غرض سے دو بنیادی قسم کے اعتراضات کو اپنا مرکز و محور بنایا۔ ان دونوں مفاہیم کے اعتبار سے مستشرقین کو قرآن فہمی میں مشکل وارد ہوئی ہے نظم وترتیب کے تناظر میں مشکلات القرآن پر مستشرقین نے اعتراضات وارد کیے ہیں جن میں سے چند ایک کو ہم ذیل میں نقل کر رہے ہیں :

کہانت(Devinition)کا بہتان

الکاھن اس شخص کو کہتے ہیں جو تخمینے سے ماضی کے خفیہ واقعات کی خبر دیتا ہو کاہن فال نکالنے والا، پیشن گوئی کرنے والا، شگونی، قیافہ شناس، نجومی (غیب کی خبر بتانے والا)۔ کاہن کا ذکر بائبل میں بکثرت پیشن گوئی کرنے والے کے طور پر آیا ہے، عام زندگی میں اس سے جادوگر مراد لیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی کاھن دو دفعہ جادوگر کے معنوں میں ہی آیا ہے۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ[viii]

"اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے، تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو"

فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ[ix]

"پس اے نبی ﷺ، تم نصیحت کیے جاؤ، اپنے رب کے فضل سے نہ تم کاہن ہو اور نہ مجنون"

کاہن، عربی زبان میں جیوتشی، غیب گو اور سیانے کے معنی میں بولا جاتا تھا، زمانہ جاہلیت میں یہ ایک مستقل پیشہ تھا، ضعیف الاعتقاد لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ارواح اور شیاطین سے ان کا خاص تعلق ہے جن کے ذریعہ یہ غیب کے خبریں معلوم کر سکتے ہیں، کوئی چیز کھو گئی ہو تو بتا سکتے ہیں اگر چوری ہو گئی ہو تو چور اور مسروقہ مال کی نشان دہی کر سکتے ہیں اگر کوئی اپنی قسمت پوچھے تو بتا سکتے ہیں ان ہی اغراض و مقاصد کے لیے لوگ ان کے پاس جاتے تھے اور وہ کچھ نذرانہ لیکر بزعم خویش غیب کی باتیں بتاتے تھے اور ایسے گول مول فقرے استعمال کرتے تھے جن کے مختلف مطلب ہو سکتے تھے تا کہ ہر شخص اپنے مطلب کی بات نکال لے۔[x]

بعض مستشرقین کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق وامانت میں کوئی شک نہیں ہے اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ وہ ایک عبقری انسان اور عظیم مصلح تھے، لیکن انہیں جو الہامات وحی کی صورت میں ہوتے تھے وہ کسی عالم غیب یا ماورائی دنیا سے نہ تھے یا آسان الفاظ میں آسمانی پیغام نہ تھا بلکہ یہ ان کے اپنے نفس، وجود اور شعور کی گہرائیوں سے پیدا ہونے والے چند پیغامات تھے۔ وحی کی حقیقت کے بارے میں اس قسم کے خیالات کا اظہار "ہاملٹن گب" نے کیا ہے۔ گب نے وحی قرآنی کو Muhammad's' Utterances قرار دیا۔ اس کا کہنا یہ بھی ہے کہ مکی قرآن کا اسلوب بیان کاہنوں سے ملتا جلتا ہے اور مشرکین مکہ کے طعنہ دینے پر کہ وہ ایک کاہن ہیں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اسلوب تبدیل کر لیا:

In the earliest period of his preaching Mohammed's utterances were delivered in a sinewy oracular style cast into short rhymed phrases, often obscure and sometimes preceded by one or more formal ouths. This style is admittedly that of the ancient kahins or Arabian oracle-mongers. and it is not surprising that Mohammed's opponents should have charged him with heing just another such kahin. For this and other reasons his style gradually loosened out into a simpler but still rhetorical prose, and as social denunciations and eschatological visions passed into historical narrative, and that in turn at Medina into legislation and topical addresses. little was left of its original stylistic features but a loose rhyme or assonance marking the end of each verse, now anything from ten to sixty words long. ([xi])

تبلیغ کے ابتدائی زمانہ میں محمد ﷺ کے کلمات مختصر پیرائے کی شاعری میں بند ہے زور دار غیبی کاہنی انداز میں ادا ہوتے تھے جو کہ اکثر غیر واضح اور بعض اوقات رسمی حلف کے طور پر ہوتے تھے۔ یہ انداز قدیم کاہن یا عرب پیش گو کے طور پر مانا جاتا ہے۔ اور یہ حیرت کی بات نہیں اگر محمد ﷺ کے مخالفین اُن پر اسی طرح کا ایک کاہن ہونے کا الزام وارد کریں۔ یہ اور بہت سی جو بات کی وجہ سے ان کا انداز بتدریج سادہ ہو تا گیا لیکن ابھی بھی تقریری نثر میں تھا۔ بطور معاشرتی مذمت اور معادیاتی نظریات سے ہو کر تاریخی قصوں سے گزرا اور مدینہ میں قانون سازی اور مقامی مسائل کے خطبات میں بدل گیا اصل انداز کے خواص میں اسے اب بہت تھوڑا رہ گیا مگر شاعرانہ اور ہم آہنگ آوازوں پر آیات کا اختتام ہوتا تھا جو کہ اب دس سے ساٹھ الفاظ پر مشتمل تھیں۔

اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ خدا خوفی یا آخرت کا ڈر ایک ایسا ہتھیار تھا جسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم آخر دم تک اپنے مخالفین کو دھمکانے کے لیے استعمال کرتے رہے:

Whatever may have been the channels through which these ideas reached Mohammed. the fear of God's wrath to come dominated his thought throughout his later life. It was for him not only, nor even chiefly, a weapon with which to threaten his opponents,but the incentive to piety and good works of every kind([xii])

خواہ کتنے ہی طرف سے یہ نظریات محمد ﷺ تک پہنچے ہوں لیکن قہرِ خداوند کا خوف ان کی زندگی کے آخری حصے میں ان کی سوچ پر غالب رہا۔ یہ فقط ان کے مخالفین کو دھمکانے کے ہتھیار کے طور پر ہی نہیں تھا، حتیٰ کہ مرکزی طور پر بھی نہیں، بلکہ نیکی اور ہر قسم کے اچھائی کے کاموں کے ثواب کے طور پر بھی تھا۔

SCRR

خطائے حس(Hallucination)کا الزام

واہمہ جمع واہمات((Hallucination، ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں انسان کی کوئی ایک یا تمام حسیں خطایا غلطیاں کرتی ہیں اور اپنا فعل درست نہیں ادا کرپاتیں۔ بلا کسی بیرونی محرک کے ہی دماغ میں اس محرک (مثلاً آواز یا بو وغیرہ) کا احساس اجاگر ہوجاتا ہے، جیسے غیر موجود کو دیکھنا، کسی کے بولے بغیر ہی آواز و گفتار کو سننا، کسی بو کے نہ ہونے کے باوجود اس بو کو سونگھنا وغیرہ۔ یہ سب دماغ و اعصاب میں مختلف اقسام کے نقص کی بناپر ہوتا ہے اور اس کو نفسیات میں ایک شدید ذہانی کیفیت یا مرض کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

واہمہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ جو متعدد اقسام کی نفسیاتی بیماریوں میں پیدا ہوسکتی ہے اور اس کی حامل شخصیت (یا مریض) اسے اپنی حس کی خطا نہیں سمجھتا بلکہ وہ اس کو ایک حقیقی بات کے طور پر دیکھتا ہے اور اس پر ایسے ہی یقین کر سکتا ہے کہ جیسے کوئی عام انسان اپنا نام پکارے جانے پر یہ کہے کہ مجھے کسی نے پکارا ہے۔ گویا یوں کہہ سکتے ہیں کہ حالتِ بیداری و شعور کے دوران میں پیدا ہونے والی ایسی حسی ادراک کا احساس کہ جس کے لیے کوئی بیرونی موجب موجود نہ ہو اور اس آگاہی میں ملوث ہونے والی حس اپنی کیفیت اور اپنی مقدار میں حقیقت کے جیسی ہو تو وہ متاثرہ شخص کو مکمل دھوکا دے کر اپنے واقعی ہونے کا یقین دلا سکتی ہے۔ یہ کیفیت جیسا کہ ابتدائی میں ذکر آیا کہ فریب حس سے مختلف ہوتی ہے اور اسی طرح خواب کی کیفیت سے بھی مختلف ہے کہ حالت خواب اس کیفیت کو کہتے ہیں کہ جب کوئی حس ایسے وقت بیدار ہو جب وہ متاثرہ شخص بیداری و شعور کی حالت میں ہو۔ واہمہ کے بارے میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا اس میں بیدار ہونے والی حس واضح، مضبوط (vivid)اور اپنی مقدار اور کیفیت میں معقول (substantial)ہونے کے ساتھ ساتھ بیرونی متحیز فضاء ((external objective space میں واقع یا شروع ہونے والی محسوس ہوتی ہے۔[xiii]

مستشرق سپرنگا کا خیال ہے کہ غار حراء میں تنہائی کی ریاضتوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت تخیل کو مضبوط کر دیا تھا جس کی وجہ سے انہیں یہ غلط فہمی لاحق ہوئی کہ کوئی فرشتہ آسمانوں سے ان کے پاس وحی لے کر نازل ہوا ہے:

> Whereas Springer says that Muhammad (SAWS) meditate in isolation, in this way his power of imagination increased, the fits of epilepsy enhanced. this condition betrayed him and led him to misunderstanding that it was divine revelation. ([xiv])
>
> "جب کہ سپر نگر کہتا ہے کہ محمد ﷺ تنہائی میں مراقبہ کرتے تھے اس طریقے سے ان کی قوت تخیل بہت بڑھ گئی۔ اور مرگی کے غش بھی بڑھ گئے۔ اس حالت نے انہیں بہکایا اور اس غلط فہمی کی طرف لے گئی کہ یہ کوئی الہامی وحی تھی۔ کوئی مشکل نہیں کہ محمد ﷺ غلطی پر تھے۔ جو لگتا ہے کہ آدمی کو باہر سے اس کی طرف آیا ہو سکتا ہے اس کے لاشعور سے آیا ہو۔"

اس نے حالت وحی کو مرگی کی حالت سے تشبیہ دی ہے اور بعض نے تو اسے ہسٹیریا قرار دیا ہے۔ بعض مستشرقین کا کہنا ہے کہ وحی کی کیفیت کے دوران آپ کا جسم بھاری ہوجاتا، پسینے چھوٹ جاتے اور آپ پر نیند کی سی کیفیت طاری ہوجاتی اور آپ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرانے کی کوشش کرتے۔

ایک دوسرا مستشرق رائسٹن پائیک Royston Pike کا کہنا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو عجیب وغریب آوازیں سنائی دیتی تھیں، بعض اوقات وہ کانپنا بھی شروع ہوجاتے تھے، سخت سردی میں انہیں پسینہ آجاتا:

> Royston Pike has written about the condition of revelation that the Muhammad (SAWS) fainted and expressed the most, nonsense views. He says. Muhammad (SAWS) heard mysterious voices. he experience strange events. sometimes he (SAWS) began to tremble and then he (SAWS) fainted on his muscles distracted, in the chill cold, his face began to wet due to sweat. ([xv])
>
> "Royston Pike نے وحی کی حالت کے بارے میں لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہو گئے اور سب سے زیادہ بے ہودہ خیالات کا اظہار کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پراسرار آوازیں سنی۔ وہ عجیب واقعات کا تجربہ کرتا ہے۔ کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کانپنے لگتے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پٹھوں میں مشغول ہو کر بے ہوش ہو گئے، ٹھنڈی سردی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ پسینے سے بھیگنے لگا۔"

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مصنف الفرڈ ویلچ Alford T. Welch کا خیال ہے کہ قرآن مجید پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے فکری ارتقاء کا دوسرا نام ہے۔

ایک مستشرق روڈنس نے قرآن مجید کو پیغمبر اسلام کی سمعی خطائے حس قرار دیا وہ لکھتا ہے:

> The Qur'an is the name of evolution in the thinking of Muhammad. ([xvi])

خود کلامی(Soliloquy)اور کلام نفسی کا اعتراض

خود کلامی سے مراد ایک شخص کے اپنے آپ سے گفتگو کرنا ہے۔ یہ ایک اندرنما پروسیس ہے جو کسی شخص کے منفرد تجربات، خیالات، اور احساسات کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ یہ انسانی ذہانت کا ایک اہم جزو ہے جس سے وہ خود کو بہتر سمجھ سکتا ہے۔ خود کلامی کے دو طریقے ہیں: ایک تو ذہنی طور پر ہوتی ہے، جس میں ایک شخص اپنے آپ سے بات کرتا ہے، اور دوسری فضائی طور پر ہوتی ہے، جس میں ایک شخص اپنے آپ کو دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے۔

ایک مثال کے طور پر، کسی شخص نے ایک بہت بڑی جدوجہد کی ہوئی ہے اور اس نے اس جدوجہد میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے آپ سے خود کلامی کر سکتا ہے اور اپنے آپ کو تسلی دے سکتا ہے کہ وہ ناکامیاب نہیں ہوا۔

ایک اور مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص اپنی زندگی سے ناخوش ہے، تو وہ خود کلامی کرکے اپنی مثبت خصوصیات کی پہچان کر سکتا ہے اور اپنے آپ کو بہتر محسوس کرنے کے لئے ایک مثبت پیشہ منتخب کر سکتا ہے۔ کلام نفسی سے مراد وہ معنی، مدلول اور موضوع لہ ہے کہ جس کے لیے لفظ وضع کیا جاتا ہے، یعنی نفس (دل) میں جو بات اور معنی پوشیدہ ہے وہ کلام نفسی ہے، جس کا اظہار کبھی عبارت یعنی الفاظ کے ذریعے کبھی کتابت کے ذریعے اور کبھی اشارے کے ذریعے کیا جاتا ہے جسے کلام لفظی کہتے ہیں۔

ولیم میور کا کہنا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم عرب معاشرے کی پست اقدار سے تنگ تھے، لہذا آپ غور وفکر اور مراقبوں کی طرف مائل ہوئے جس کے نتیجے میں آپ نے خدا، انسان، آخرت اور خیر وشر کے بارے میں کچھ تصورات کو شاعری یا خود گوئی (and Soliloquy) (Poetry کی صورت میں بیان کرنا شروع کیا۔ لیکن جب مخاطبین نے یہ کہا کہ ایک پیغمبر زیادہ اس لائق ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے تو پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی پوزیشن پر غور کرتے ہوئے یہ دعوی کیا کہ یہ خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے اور انہوں نے اس ذہنی کیفیت میں کچھ عجیب سا منظر (apparition) دیکھا جسے انہوں نے فرشتے سے تعبیر کیا اور وہ مسلسل ایسا کلام پیش کرتے رہے جو ان کے دل ودماغ میں موجود حد تک بڑھتے ہوئے جوش و جذبے کے نتیجے میں نیم مدہوشی کے عالم میں ان سے صادر ہوتا تھا۔([xvii])

ولیم میور کے اعتراضات کا جواب سرسید احمد خان نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ میں دیا ہے جو ۱۹۰۰ء میں علی گڑھ سے شائع ہوئی اور اس کا انگریزی ترجمہ ۷۰ - ۱۸۶۹ء میں لندن سے شائع ہوا تھا۔

مشہور مستشرق رچرڈ بیل، مار گولیتھ اور منٹگمری واٹ کا کہنا ہے کہ پیغمبر اسلام نے پہلے اللہ کو دیکھنے اور براہ راست وحی وصول کرنے کا دعوی کیا جبکہ جبرائیل کے واسطے کا تصور بعد میں متعارف کروایا گیا۔ اور ان مستشرقین کے نزدیک وحی سے مراد تجویز یا الہام (Suggestion or Inspiration) ہے نہ کہ الفاظ یا کلام۔([xviii])

کلام الہی کی یہ وہی تعبیر ہے جسے قرون وسطی کے بعض مسلمان متکلمین نے یونانی فلسفے سے متاثر ہو کر کلام نفسی کے نام سے پیش کیا تھا۔ دوسری طرف منٹگمری واٹ کا کہنا بھی ہے کہ قرآن مجید کو پیغمبر اسلام صلی

اللہ علیہ وسلم کی ذاتی تصنیف قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ آپ کا یقین کامل تھا کہ آپ اپنی سوچ اور وحی میں فرق کر سکتے تھے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

> Sometimes he [Muhammad] may have heard the words being spoken to him, but for most part he seems simply to have "found them in his heart" Whatever the precise "manner of revelation" -and several different manners' were listed by Muslim scholars- the important point is that the message was not the product of Muhammad's conscious mind. He believed he could easily distinguish between his own thinking and these revelations. His sincerity in this belief must be accepted by the modern historian, for this alone makes credible the development of a great religion. The further question, however. whether the messages came from Muhammad's unconscious. or the collective unconscious functioning in him, or from some divine source, is beyond the competence of the historian. ([xix])

لیکن ساتھ ہی اس کا خیال یہ بھی ہے کہ قرآن مجید الفاظ کے بغیر فکری تبادلہ خیال (simple communication of thought without words) کی کوئی صورت ہے۔([xx]) حالانکہ قرآن مجید میں ۱۲۵ مقامات ایسے ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ نازل شدہ کلام ہے۔ اور اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ جو نازل ہوا ہے وہ متعین الفاظ میں ہیں نہ کہ کوئی خیال، سوچ یا الہام۔

اجتماعی لاشعور (Collective Unconscious) کی تعبیر

اجتماعی لاشعوری یا Collective Unconscious سے مراد ذہنیات کا ایک خصوصی مفہوم ہے جسے سوئسی نفسیات دان کارل یونگ نے پیش کیا تھا

> "اجتماعی لاشعوری کا مطلب ہے کہ ایک جماعت یا معاشرے کے افراد کے ذہن میں ایک ایسی مشترکہ تصورات، خیالات، اور تجارب کا مجموعہ پایا جاتا ہے جو کہ بلاواسطہ ورثہ میں ان کی جماعت یا معاشرے کے تاریخ، فرہنگ، اور تقالید سے منسوب ہوتا ہے۔ یونگ کا مطلب ہے کہ اگرچہ یہ مشترکہ تجربات ایک افراد کے ذہنی ذخیرہ کی بنیاد پر ہوتے ہیں، لیکن یہ ایک جماعت کی تمام افراد کے لئے دستیاب ہوتے ہیں۔ اس طرح کے تجربات انسانی تاریخ، فلسفہ، دین اور فن وغیرہ میں شامل ہوتے ہیں۔"[xxi]

مثال کے طور پر اسلامی معاشرے میں قرآن مجید کے متن کے بغیر بھی کئی عبارت اور الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے جو کہ اسلامی تاریخ اور فہرست تقالید سے منسوب ہوتے ہیں۔ ایسی صورتحال کو اجتماعی لاشعوری کی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ کارل یونگ کا نظریہ اجتماعی لاشعوری اس کے فکری کارکردگی اور دیگر اصولوں کے ساتھ جڑا ہوا ہے، مثلاً انہوں نے اپنے "نفسیات کی نظریہ" میں اس سے بھی بات کی ہے۔ یونگ کا مطلب ہے کہ ہر انسان کا ذہن اسی طرح کام کرتا ہے جس طرح جسم کام کرتا ہے۔

اگرچہ ایک شخص کے ذہن میں کئی ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو اس کے خصوصی تجربات اور ذہنی ذخیرہ سے منسوب ہوتی ہیں، لیکن اس کے علاوہ ایک ذہن میں بلاواسطہ بھی کچھ تجارب یا خیالات پائے جاتے ہیں۔

> یونگ نے کہا کہ ان تجربات اور خیالات کی بنیاد جماعتی تجارب اور خیالات پر ہوتی ہے، جو وراثت کی شکل میں آجاتی ہیں۔ یونگ کے نظریہ کے تحت، اجتماعی لاشعوری چار حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ "جڑی ہوئی یادیں" یا "ارواح جڑی ہوئی ہونٹ" کے طور پر جانا جاتا ہے، جو ورثہ میں منتقل ہوتی ہیں۔ دوسرا حصہ "آرک ٹائیپ" یا "جماعتی تصورات" کے طور پر جانا جاتا ہے، جو انسانی تاریخ اور فہرست تقالید سے منسوب ہوتا ہے۔ تیسرا حصہ "شخصیات کی جماعتی تصورات. [xxii]

مشکلات القرآن کے حوالے سے وحی پر مزید اعتراضات کرتے ہوئے واٹ لکھتا ہے:

> "ایک اور مقام پر منٹگمری واٹ نے وحی کا خارجی مصدر انسانی اجتماعی لاشعور (Collective Unconscious) کو قرار دیا ہے"۔([xxiii])

اس کے بقول پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ورقہ بن نوفل سے ملاقات کے دوران عیسائیت کی تعلیم کے ذریعے اصلی رسالت کے پیغام کو سمجھا اور اسے اپنے تخیل و فکر کی قوت سے پروان چڑھایا۔ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلص لیکن غلط فہمی میں مبتلا قرار دیتا ہے۔ اس کے بقول ایک مخلص شخص بھی غلط ہو سکتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے جس وحی کو خارج سے کوئی آسمانی پیغام سمجھا وہ دراصل ان کے لاشعور کی آواز تھی:

> To say that Muhammad was sincere does not imply that he was correct in his beliefs.A man maybe sincere but mistaken. The modern Westerner has not difficulty in showing how Muhammad may have been mistaken. What seems to a man to come from 'outside himself' may actually come from his unconscious.[xxiv]

> "یہ کہنا کہ محمد مخلص تھے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ اپنے ایمان میں درست بھی ہوں۔ ایک آدمی مخلص ہو سکتا ہے اور غلطی پر بھی، جدید یورپی کو یہ ظاہر کرنا مشکل نہیں کہ محمد ﷺ نے کس طرح غلطی کی۔ جو ایک آدمی کو دکھائی دیتا ہے ہو سکتا ہے وہ اس سے باہر ہو کہ وہ ہوش میں نہ ہوں۔"

مستشرقین کے اس اعتراض پر سوال یہ ہے کہ اگر یہ کلام تخلیقی تخیل یا اجتماعی لاشعور یا انسانی تخلیق تھا تو قرآن مجید نے جب اس جیسا کلام لانے کا چیلنج دیا تو اہل عرب کی اکثریت مسیح الحسان ہونے کے باوجود اس جیسا کلام کیوں نہ لا سکی؟ امر واقعہ یہ ہے کہ مستشرقین کے جمیع اعتراضات وہی ہیں جو ان سے بہت پہلے مشرکین مکہ کر چکے تھے اور ان کا کافی وشافی جواب بھی انہیں خود قرآن ہی دے چکا ہے۔ وحی کے بارے مستشرقین کے جملہ اعتراضات کا جواب ڈاکٹر محمود ماضی نے اپنی کتاب "الوحی القرآني في المنظور الاستشراقی ونقده" میں دیا ہے۔

ہم آہنگی سے عاری اسلوب

بے ہنگم "ایک اردو جملہ ہے جو "بے ربط"، "بے قاعدہ"، یا "بے ترتیب" کا معنی دیتا ہے۔ یہ کسی چیز یا واقعہ کو بیان کرتے ہوئے استعمال کیا جاتا ہے جب کوئی جزو آخری ہدف سے مشابہت رکھتا ہو، یا جب کسی کام کو بے روک تقسیم کیا جائے۔ مثال کے طور پر، "اجتماع میں بے ہنگم لوگوں نے سماجی تناؤ کو بڑھایا" یہاں "بے ہنگم "کا مطلب ہوگا کہ اجتماع میں لوگ بے قاعدہ اور بے ترتیب طریقے سے کام کر رہے تھے۔

مشکلات القرآن کے حوالے سے مستشرقین اس بات پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید کا اسلوب ہم آہنگی سے عاری ہے مشہور مستشرق مارگولیتھ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

> Koran took a form which to our colder temperaments sounds strange, unbalanced and fantastic "([xxv])

قرآن نے جو ترتیب لی ہے وہ ہمارے ٹھنڈے مزاج کیلئے اجنبی، بے ترتیب اور عجیب وغریب لگتی ہے۔

اسی طرح Dawood نے بھی قرآن کو بے ہنگم قرار دیا ہے اور کہا کہ اس میں کوئی تسلسل اور ربط کی کمزوری ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"It [Quran] is completely lacking in continuity or coherence"([xxvi])

قرآن مکمل طور پر تسلسل اور ربط میں کمزور ہے۔

Encyclopedia of Religion کا مقالہ نگار بھی قرآن کے ربط اور تسلسل پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

> "Not only does the arrangement disregard chronology, it also makes no effort to present the subject matter in systematic fashion by bringing together and organizing all the material that may bear upon a given subject On the contrary, to the reader who comes to it for the first time, the Quran may

SCRR

give the impression of having little or no logical structure at all. It goes from subject to subject without apparent reasons, its discussions of many important matters is fragmentary and the verses that deal with one and the same issue may be widely separated in its pages".[xxvii]

"نہ صرف ترتیب نزولی لحاظ کو نظر انداز کرتی ہے بلکہ یہ مواد کو ترتیب کے انداز میں پیش کرنے کے لیے بھی کوئی کوشش نہیں کرتی تاکہ تمام مواد کو اکٹھا اور مرتب کیا جائے اور ایک عنوان پر مواد مل سکے۔ دوسری طرف، وہ قاری جو اس کی طرف پہلی مرتبہ آتا ہے ہو سکتا ہے کہ قرآن اس پر اپنے منطقی ڈھانچے کا کوئی اثر نہ ڈالے۔ یہ ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف بغیر کسی ظاہری وجہ کے آتا ہے اور بہت سے اہم معاملات میں اس کی تفصیلات ٹکڑوں میں ہیں۔ اور وہ آیات جو ایک ہی مسئلے سے بحث کرتی ہیں وہ مختلف صفحات پر بکھری ہوتی ہیں"۔

مستشرق Guillaume بھی قرآن کی ترتیب کو اتفاقی اور من مانی ترتیب قرار دیتا ہے اور اس بارے میں لکھتا ہے:

"The arrangement of the text is arbitrary and haphazard".[xxviii]

"متن کی ترتیب من مانی اور اتفاقی ہے۔"

مستشرق Daniel نے بھی قرآن کے اسلوب کو بے ترتیب کہا ہے اور وہ لکھتا ہے۔

"To several authors the arrangement of the Quran seems disorderly".[xxix]

بہت سے مصنفین کے نزدیک قرآن کی ترتیب بے ترتیب لگتی ہے۔

Daniel اپنی کتاب "Islam and West" میں Ricaldo کا قرآن کی ترتیب کے بارے میں نظریہ کو بیان کرتا ہے۔

"Ricaldo complained, "no narrative order in that, beginning properly with the praise of God, it then slips abruptly into the middle of things, no order of subject matters, passing from one irrelevant to another; and no logical order, because it proceeds from true propositions to things unrelated".[xxx]

"Ricaldo شکایت کرتا ہے کہ اس کے بیانات میں ترتیب نہیں ہے۔ خدا کی تعریف سے شروع ہو کر اچانک یہ چیزوں کے درمیان میں آ جاتا ہے مضمون کے مواد میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ یہ ایک بے محل مضمون سے گزرتا ہوا دوسرے بے محل مضمون کی طرف جاتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی منطقی ترتیب ہے کیونکہ یہ بغیر تعلق کے چیزوں کے مسائل سے بحث کرتا ہے"۔

مستشرق Bodley بھی قرآن میں ترتیب کی کمی کے بارے میں لکھتا ہے:

"The only thing against this unadultration of text is its lack of arrangement"([xxxi])

وہ واحد چیز جو قرآن کے ملاوٹ سے پاک ہونے کے خلاف ہے وہ اس میں ترتیب کی کمی کا ہوتا ہے۔

مستشرق Walt نے قرآن کو مختلف ٹکڑے میں تقسیم قرار دیا ہے کہ یہ قرآن کسی ایک موضوع پر بحث نہیں کرتا بلکہ مختلف ٹکڑوں میں مختلف موضوعات پر بحث کرتا ہے اور وہ لکھتا ہے:

"The Quran is partial and fragmentary. It does not give anything like a complete picture of the life of Muhammad and the Muslims during the Meccan period"[xxxii]

"قرآن جزوی اور ٹکڑوں ٹکڑوں میں ہے یہ کوئی چیز نہیں دیتا جیسے کی دور میں محمد ﷺ اور مسلمانوں کی زندگی کی مکمل تصویر"۔

Encyclopedia of Americana میں بھی قرآن کی ترتیب اور اسلوب کے بارے میں آتا ہے۔

In its Quran's present form the Koran does not show a literary unity, and the reader unaccustomed to it may find its contents some what fragmented. ([xxxiii])

"قرآن کی اپنی موجودہ صورت میں، قرآن کوئی ادبی وحدت نہیں دکھاتا اور وہ قاری جو اس کا غیر عادی ہو کے مضامین کو کسی حد تک ٹکڑوں میں پائے گا"۔

Daniel قرآن کی ترتیب اور اسلوب کی وجہ سے اس کو من جانب اللہ ہونے میں شک کرتا ہے کہ اس کا یہ اسلوب عام فہم نہیں اور اس کا ربط اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام ہے وہ اس بارے میں لکھتا ہے کہ:

"The form and manner of the Quran remained alein to the scholastic age which so specially honoured the systematic classification of arguments it was supposed that its style gave a strong presumption of its human origin it was too badly written to be of God". ([xxxiv])

"قرآن کی صورت اور انداز عالمانہ دور کیلئے اجنبی رہا، جس نے دلائل کی منظم درجہ بندی کا احترام کیا۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس اسلوب نے اس کے انسانی ماخذ ہونے کا مضبوط احتمال دیا کہ یہ اتنے برے طریقے سے لکھا گیا ہے خدا کی طرف سے (یعنی یہ خدا کا لکھا ہوا نہیں ہو سکتا، انسانی پیداوار ہے)"۔

مستشرق Bouquet بھی قرآنی اسلوب کو طوالت اور بے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"As a book it is formless, full of repetitions, sometimes terse, more often rambling and prolix. One critic even calls it 'a dreary welter.Its faults however are largely the result of the way in which it grew to its present proportions and to inadequate translations in which the rhythm is obscured. The evidence seems to show that Mohammad himself began the compilation. The original utterances were probably short, very much like the briefer sayings of the Hebrew Prophets or Christ, such as were collected in the Bible". ([xxxv])

"کتاب کی حیثیت سے یہ بے صورت، تکرار سے بھری ہوئی ہے بعض اوقات مختصر اور کبھی کبھار گھومتے پھرتے ہوئے طوالت حتیٰ کے ایک نقاد نے تو اسے بے لطف چربہ کہا ہے تاہم اس کے نقص بڑے پیا نے پر اس طریقہ کا نتیجہ ہیں جس میں یہ موجود تناسب تک بڑھا۔ اور ناکافی تراجم جس میں آہنگ گمنام ہو جاتا ہے دلیل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محمد ﷺ نے بذاتِ خود تالیف کو شروع کیا۔ اصل کلمات غالباً مختصر تھے عبرانی پیغمبروں اور حضرت عیسیٰ کے چھوٹے اقوال سے بہت ملتے جلتے جیسا کہ انجیل میں جمع ہوئی تھیں"۔

مستشرق Bell نے قرآن کے بے ترتیب ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"It is disjointed. Only very seldom do we find in it evidence of sustained unified composition at any great length"([xxxvi])

یہ منقطع (بے ترتیب / بے ہنگم) بہت ہی کم ہمیں اس میں کسی بڑے فاصلے میں ہمیں پائیدار متحد ساخت کا ثبوت ملتا ہے۔

اسی طرح Bell قرآن مجید کی سورتوں کی ترتیب کے بارے میں لکھتا ہے:

"The insistance so frequently met with on its disjointedness,its formlessness, its excited, unpremeditated rhapsodical character, rests loo much on a failure to

SCRR

discern the natural division into which surahs fall, and also to take account of the displacements and undesigned breaks in connection, which as we shall see, are numerous". (xxxvii)

اس اصرار کا اکثر اس کے منقطع ہونے اس کی بے ہیئت ساخت، اس کا پرجوش انداز، غیر سوچے سمجھے رزمیہ کردار، اُس فطری تقسیم کو سمجھنے میں ناکامی پر بہت زیادہ انحصار کرتا ہے جس میں سورتیں آتی ہیں۔ اور اس سلسلے میں بر طرفی اور ربط میں بلا ارادہ وقفے، جیسا کہ ہم دیکھیں گے بے شمار ہیں۔

مستشرق Nicholson قرآن کے متن پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"One of the most disconcerting features of the quran its lack of connexion and continuty- is partly due to the way in which the existing text was compiled".(xxxviii)

”قرآن کی سب سے پریشان کن خصوصیات میں سے ایک اس کا ربط اور تسلسل میں کمی جزوی طور پر اس طریقے کی وجہ سے ہے جس میں موجودہ متن کو تالیف کیا گیا تھا“۔

Nicholson قرآنی سورتوں پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"In the earliest surahs the words are few and strong, contrasting strangely with the copies but some what pedestrain eloquence of those revealed at Madina"(xxxix)

”ابتدائی سورتوں میں الفاظ مختصر اور مضبوط ہیں، عجیب طور پر نقلوں کے ساتھ تضاد کر رہے ہیں لیکن کسی طرح کی بے لطف فصاحت ان الفاظ میں ہے جو مدینہ میں نازل ہوئے“۔

مستشرق Bose بھی قرآن کے اسلوب کو بے مکمل ٹکڑے جوڑے ہوئے قرار دیتا ہے وہ لکھتا ہے:

The big chapters are full of diverse matters, most incoherently placed to gather, so that there is no methodical arrangement in the big suras, and the text is almost an unreadable and incongrous patch-work".(xl)

”بڑے باب گوناگوں مضامین سے بھرے ہیں سب سے زیادہ بے ترتیبی سے اکٹھے کیے گئے ہیں اس لیے بڑی سورتوں میں کوبا قاعدہ ترکیب نہیں ہے اور متن نہ پڑھا جانے والا بے موقع پیوند لگا ہوا کام ہے“۔

مستشرق Bose قرآن میں موجود تکرار اور متعدد بار جنت اور دوزخ کے ذکر کو نقص قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"I find one great defect in the composition of the Koran. There are many repetitions of the same matter in it. Like Heavenly joys and Hell fire are mentioned in Hundred times. Further there is no logical arrangement of the subjects" (xli)

”میں نے قرآن کی ترکیب میں ایک بڑا نقص پایا ہے کہ اس میں ایک ہی مضمون کی بہت تکرار ہیں جیسے جنت کی خوشیاں اور دوزخ کی آگ کا سینکڑوں دفعہ ذکر آیا ہے۔ مزید اس میں مضامین کی کوئی منطقی ترکیب نہیں ہے“۔

Muir کا قرآن کے اسلوب کے بارے میں یہ نقطہ نگاہ ہے کہ بہت سی چھوٹی آیات بغیر کسی ترتیب کے اکٹھی کر دی گئیں ہیں اور جو اس کے ربط کو خراب کر دیتی ہیں وہ لکھتا ہے:

"The irregular interposition and orderless disposal of the smaller fragments have indeed frequently destroyed the sequence and produced a perplexing confusion"(xlii)

”چھوٹے ٹکڑوں کی بے قاعدہ مداخلت اور بے ترتیب تصرف نے در حقیقت اس ترتیب کو زیادہ تر تباہ کر دیا ہے اور ایک پریشان کن الجھن پیدا کر دی ہے“۔

Arthur Jeffery لکھتا ہے کہ قرآن کا مواد بغیر ترتیب کے جس طرح بھی میسر آیا لکھ دیا گیا ہے اس لیے یہ بے ہنگم ہے۔

"Through arranging it as they said lest and adding other material that come to them where it seemed appropiciate" (xliii)

”اس کو ترتیب دیتے ہوئی جیسا کہ انہوں نے کہا کہ جو بھی مواد ان کی طرف آیا جہاں مناسب موزوں اضافہ کر دیا گیا“۔

مستشرق گستاؤلی بان قرآن کی ترتیب اور نسق پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے:

قرآن بلحاظ ترتیب مضامین ایک اس قسم کی کتاب ہے کہ گویا اس کے اوراق کو لکھ کر بلا ترتیب آپس میں ملا دیا گیا ہے۔(xliv)

گستاؤلی بان مزید لکھتا ہے۔

اگرچہ قرآن من جانب اللہ نازل ہوا لیکن اس کے اجزاء میں بہت کم تناسب ہے۔(xlv)

اس تمام بحث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تمام مستشرقین نے قرآن کی ترتیب اور اسلوب پر اعتراض کیا ہے اور اس کو کسی ایک ترتیب میں نہ ہونے کی وجہ سے اس کے منزل من اللہ ہونے میں بھی شک کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی ایک وجہ ہے جس کی بناء پر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں کہا سکتا۔ اس کی ترتیب سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ بے ہنگم طریقے سے کیا ہوا کام کسی انسان کا ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے مواد کو یوں رکھا گیا ہے جیسے کسی کتاب کے اوراق کو بلا ترتیب ملا دیا گیا ہو اور ان میں کوئی ربط باقی نہ رہے۔

مستشرق ولیم میور کے قرآن کی ترتیب پر اعتراضات

جہاں تک میور کی (Muir) کی کوششوں کا تعلق ہے اس نے محض قیاس آرائیوں اور ظن و تخمین سے کام لیتے ہوئے قرآنی آیات کو ترتیب دی ہے۔ اس نے اس موقف کی بنیاد کمزور روایات اور غیر معتبر ماخذ پر کی ہے۔(xlvi)

چنانچہ وہ اتنی بڑی غلطی کا مرتکب ہوا کہ اس نے کہا کہ ابتدائی سورتیں ضائع ہو گئیں اس نے کہا کہ ابتدائی کاتبین وحی میں ورقہ بن نوفل، حضرت خدیجہ اور حضرت علی تھے اس نے حضور ﷺ کی حیات طیبہ کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا اور اس مناسبت سے قرآن مجید کی اکیس سورتوں کو اپنے بنائے گروپوں میں سے کسی گروپ میں شامل نہیں کیا کیونکہ ان سورتوں کے نزول کا زمانہ معلوم نہیں ہو پایا۔ ولیم میور (W.Muir) نے قرآن مجید کی سورتوں کے چھ ادوار قرار دیئے ہیں۔(xlvii)

پہلا دور

پہلا دور اٹھارہ سورتوں پر مشتمل ہے۔ جس میں چھوٹی چھوٹی لغماتی یا نثر کے بے جوڑ ٹکڑے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ ٹکڑے اس وقت کے لکھے ہوئے ہو سکتے ہیں۔ جب ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی مشن رسالت کا خیال نہیں آیا تھا کوئی ٹکڑا ابھی ایسا نہیں جو خدا کا پیغام کہلا سکے۔

دوسرا دور

اس کے بیان کردہ ادوار میں دوسرا دور وہ ہے جب پہلی وحی نازل ہوئی قرات کا حکم دیا گیا۔ رسالت کا آغاز ہوا یہ سورہ نمبر 96 سے شروع ہوتی ہے۔ اس دور میں چار سورتیں ہیں۔

تیسرا دور

تیسرے دور میں انیس سورتیں ہیں ان میں جزا و سزا کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس دور میں قریش کی مخالفت روز افزوں تھی یہ دور ابتدائے رسالت سے ہجرت حبشہ تک کی سورتوں پر مشتمل ہے۔ یعنی پہلے سال نبوت سے پانچویں سال تک۔

SCRR

چوتھادور

اس کے بیان کردہ چوتھے دور میں 23 سورتیں ہیں۔ یہ چھٹے سال نبوت سے دسویں سال نبوت تک ہیں۔ اس میں یہودیوں کی مقدس کتابوں کا تذکرہ شروع ہوتا ہے۔ قدیم عرب اور قدیم اقوام کی کہانیوں کا ذکر ہے۔ بت پرستی سے عارضی سمجھوتہ کرایا گیا۔ ان کا تذکرہ سورۃ نمبر 54 میں کیا گیا ہے۔

پانچواں دور

پانچویں دور میں 31 سورتیں ہیں۔ یہ دسویں سال نبوت سے لے کر ہجرت مدینہ تک حاوی ہے۔ اس دور میں سورتوں کے اور انجیل کے بیانات بھی ہیں۔ حج کے احکام بیان کئے گئے قریش کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ حشر نشر، جنت و دوزخ، توحید، قدرت الٰہی، ربوبیت کی تصویریں پیش کی گئیں سورتیں تدریجا طویل ہونے لگیں۔

چھٹادور

آخری دور (چھٹادور) آخری بیس سورتوں پر مشتمل ہے۔ یہ مدنی سورتیں ہیں زمانے کے اعتبار سے یہ دور ہجرت کے پہلے سال سے وصال نبوی تک ہے۔ میور نے جو تاریخی اعتبار سے ادوار پیش کئے ہیں وہ مسلمانوں ہی کی تاریخ سے ماخوذ ہیں۔ اور جیسا کہ نولڈیکے نے کہا ہے کہ اس میں میور کے قیاسات ہی کار فرما نظر آتے ہیں۔

نولڈیکے (Noldeke) قرآن مجید کی ترتیب پر اعتراضات کرتے ہوئے لکھتا ہے:

میور کی لائف آف محمد کی اشاعت کے دو سال بعد تھیوڈور نولڈیکے نے اپنی تاریخ قرآن 1840ء میں شائع کی۔ یہ ایک ایسی کتاب تھی۔ جس پر 1859ء میں پیس اکاڈمی آف انس کرپشنز نے مصنف کو سرکاری اعزازات دیئے۔ اس کا خیال ہے قرآن مجید کی تاریخی ترتیب کا ایک عام تصوری قائم کرنا ممکن ہے۔

نولڈیکے قرآن کی ترتیب اور ربط کے بارے میں مزید لکھتا ہے کہ:

> قرآن مجید کو مرتب کرنا ممکن کیونکہ اس کی ترتیب کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم ہی نہیں تھا جب قرآن مجید لکھا گیا۔ اس وقت اس بات کی پرواہ نہیں کی گئی کہ اس کی ترتیب خراب ہو رہی ہے۔ یہ اس طرح لکھا گیا کہ اس میں کوئی نظام کار فرمانہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ اس بات کو ملحوظ رکھا گیا کہ طویل سورتوں کو پہلے اور چھوٹی سورتوں کو بعد میں رکھ دیا گیا۔

قرآن مجید کی مکہ کی سورتوں کے تین گروہوں کو کسی حد تک ایک خاص ترتیب کے ساتھ یکجا کر لینے پر اکتفا کریں گویا دوسرے لفظوں میں اسے نہ تو یہ معلوم تھا کہ کب ایک کا دور ختم اور کب دوسرا دور شروع ہوا۔ اور نہ وہ ان سورتوں کی ترتیب معلوم کر سکا۔

ایک جگہ پر لکھتا ہے کہ:

> "وحی کا مدنی حصہ، خواہ وہ پوری سورت ہو یا مکہ کی سورۃ کا جز ہو، ہم صاف طور پر معلوم کر سکتے ہیں کہ ان کے مضامین کی مضامین سے مختلف ہیں۔" (xlviii)

اس لئے کہ کی سورتوں میں بہت کم تاریخی اشارے ہیں اور مدنی سورتوں میں جو کچھ ہے وہ اس قابل نہیں کہ ان سب پر اعتماد کیا جائے۔ یہ واقعات جو سورہ نمبر 8 میں غزوہ بدر سورہ نمبر 33 میں صلح حدیبیہ کا ذکر ہے۔ بالکل غیر مشتبہ ہیں لیکن یہ تاریخی اشارے زیادہ نہیں ہیں اور کسی کسی سورۃ میں ملتے ہیں۔

اس کا خیال ہے کہ ایک حد تک صحیح ترتیب نزول کا معلوم کرنا ممکن ہے وہ کہتا ہے کہ:

> "میور نے تفصیلی طور پر ترتیب معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اس لیے اس کا معلوم کرنا ممکن ہے۔" (xlix)

مکہ کی تیسرے دور کی سورتیں (ساتویں سال سے ہجرت تک) موجودہ قرآن کا بہت بڑا حصہ ہیں یہ تقریباً بالکل معمولی زبان میں ہیں۔ بعض سورتیں اور آیتیں لمبی ہیں ان میں واعظانہ رنگ غالب ہے۔

نولڈیکے قرآن کی ترتیب کے بارے میں لکھتا ہے:

> "حقیقت میں طویل سورتوں کے بہت سے ٹکڑوں کے بارے میں جاننا پڑے گا کہ وہ ابتداء میں الگ الگ تھے۔ حتیٰ کہ چھوٹی سورتوں میں بھی ایسے حصے ملیں گے جو ان میں پہلے تھے۔" (l)

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مقالے میں وہ لکھتا ہے کہ:

> "ہمیں اس چھان بین میں زیادہ اہتمام نہیں کرنا چاہیے وہ کہتا ہے کہ اس روایت میں بہت سے شبہات بلکہ بیانات غلط ہیں۔ ان کی بنیاد پر تنزیلی ترتیب کیلئے کوشش کی جاسکتی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ اس بات کی بھی کوئی دلیل ہمارے پاس موجود نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ہم عصر نے اس قسم کی کوئی ترتیب قائم کی ہو۔ اور اگر کسی نے ایسا کیا ہو گا بھی تو اس کیلئے تقریباً ناممکن ہو گا۔ کہ ابتدائی سورتوں کے متعلق قابل اعتماد اطلاعات حاصل کر سکے۔" (li)

James Kritzeck کے مصنف Anthology of Islamic Literature نے قرآن کی ترتیب پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "قرآنی سورتوں کو ان کی طوالت کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے موجودہ ترتیب سے قرآن پڑھنا ایسا ہے جیسا کوئی شخص قرآن کو الٹا پڑھے اور اس خیال میں یہ ترتیب قرآن پڑھنے اور سمجھنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔" (lii)

N.J.Dawood قرآن کی اس ترتیب کو حضور ﷺ کی وفات کے بعد خیال کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ:

> "قرآن کی موجودہ ترتیب حضور کی زندگی میں نہیں دی گئی یہ کام آپ کی وفات کے بعد کیا گیا اس ترتیب کے پیچھے کوئی سند کار فرما نہیں۔ اس ترتیب میں کوئی روانی اور تسلسل نہیں ہے۔" (liii)

Rodwaal لکھتا ہے۔

> Designedly mixed up leter with earlier, reve, note for the poke of producing that smysterious style which seems. Do pleasing to these who value but for the purpose of softening some of the earlier statements. (liv)

> دانستہ طور پر ابتداء سے مخلوط خط، ظاہر کرتا ہے۔ پر اسرار انداز کے پیدا کرنے کے پرہیز کیلئے نشاندہی جو کہ نظر آتی ہے ان لوگوں کو خوش کرنا جو قدر کرتے ہیں لیکن ابتدائی بیانات کو نرم کرنے کے مقصد کے لئے

آرتھر جعفری بھی قرآن کی ترتیب کو زمانی ترتیب کہتا ہے اور وہ اس بارے میں لکھتا ہے کہ:

> Though arranging it as they said lest and adding other material tht come to them where it seemed appropisiate. (lv)
>
> "اسی طرح دیگر مستشرقین نے بھی تاریخی حقائق سے قطع نظر کرتے ہوئے قرآن کریم کی ترتیب زمانی قائم کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ ان لوگوں کو اصل حقائق سے بہت دور لے گئی ہے"۔

Richard Bell اس بارے میں لکھتا ہے کہ:

> It has only in Madina that Mohammad was interested in maintaining the moral of a community, condem nation of fosad corruption, treaur, in thus a mark of the original of the passage. (lvi)
>
> "یہ صرف مدینہ میں ہوا ہے کہ محمد ﷺ معاشرے کے اخلاق کو برقرار رکھنے میں دلچسپی رکھتے تھے بدعنوانی کی مذمت خزانہ اس میں عبادت کی اصل کا نشان ہے"۔

مارگولیتھ ترتیب قرآنی کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

> seems difficult to of any theory of their construction which to not unnatural. The task of arranging the sacred but in fixed might very well have a Moslam, we could secorely credite contenpor

SCRR

any of the prophet with having the courage to attend. ([lvii])

”ان کی تعمیر کا کوئی بھی نظر یہ مشکل لگتا ہے جو غیر فطری نہ ہو مقدسات کو ترتیب دینے کا کام لیکن طے شدہ ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہو سکتا ہے۔ کہ ہم کسی بھی نبی کی توہین کرنے والے کو محفوظ طریقے سے شرکت کرنے کی ہمت کو سہر اہ سکیں“۔

منٹگمری واٹ (W. Montgomary Watt) متن قرآن کو محمد ﷺ کی اختراع قرار دینے والے مستشرقین میں سب سے زیادہ متحرک دکھائی دیتا ہے۔ اس کے اعتراضات میں بھی دیگر مستشرقین کی طرح اسلام اور قرآن سے تعصب اور عناد کی بو آتی ہے۔ وہ افسانوی طرزِ استدلال کے ذریعے ایک مصنوعی ماحول تخلیق کرتا ہے اور اس نے نقلی دلائل وشواہد کے مقابلے میں "عقلی" امکانات سے استدلال کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس سلسلے میں وہ قرآن و سنت جیسے عظیم اور محکم مصادر کی تنقیص صرف امکانات کے ذریعے سے کرتا ہے۔ مثلاً وہ وحی کا انکار کرتے ہوئے اس امکان کا اظہار کرتا ہے:

"What seems to man to come from outside himself, may actually come from his unconscious"([lviii])

”شاہد جو خیالات انسان کو خارج سے آتے دکھائی دیتے ہیں وہ درحقیقت اس کے اپنے ہی لاشعور کی پیداوار ہوتے ہیں“۔

وہ اس امکان کا بھی اظہار کرتا ہے کہ ممکن ہے کہ محمد (ﷺ) پر برس ہا برس کے ماحولیاتی عوامل کے اثرات سے ان کے جذبات کی دنیا اس قدر منفعل ہو گئی ہو کہ وہی جذبات ابھر کر ”وحی“ کی صورت میں ظاہر ہو گئے ہوں۔([lix])

مستشرقین کا مقصد چونکہ تشکیک پیدا کرنا ہوتا ہے، اس لیے وہ ایسے شوشے چھوڑنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتے جن کی کوئی علمی بنیاد نہیں ہوتی۔

منٹگمری واٹ اور بیل (Bell) کے یہ تصورات محض قرآن کریم کو محرّف قرار دینے کے بنیاد فراہم کرتے ہیں الکتاب اور قرآن کے اس فرق میں جو ضرب مخفی ہے اس کے مطابق قرآن کے بغیر کسی تحریف اور تبدیلی کے محفوظ رہنا مشکوک ہو جاتا ہے اور یہی مستشرقین کا مقصد اور منتہائے تحقیق ہے۔ منٹگمری نے عبد اللہ بن مسعودؓ کے مصحف میں معوذتین نہ ہونے کے مسئلہ کو بہت اچھالا ہے۔ اس کے نزدیک ابن مسعودؓ ان سورتوں کو قرآن کا جزو نہیں مانتے تھے۔

D.S. Morgoliouth ڈی۔ایس۔مارگولیتھ

ڈی۔ ایس مارگولیتھ ایک ایسا مستشرق ہے جو نصوصِ قرآنیہ اور ذخیرۂ احادیث میں سے خصوصیت سے ان نصوص واحادیث کو اپنا مستدل بناتا ہے جن سے بظاہر قرآن مجید کی حفاظت میں تشکیک پیدا کرنے میں مدد لی جا سکتی ہے۔ مثلاً وہ مسندِ احمد کی ایک روایت ذکر کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ آیات گم ہو گئی تھیں، جیسا کہ مسندِ احمد میں یہ روایت مذکور ہے:

”عن عائشۃ زوج النبی ﷺ قالت: لقد انزلت آیت الرجم ورضعات الکبیر عشراً فکانت فی ورقۃ تحت سریر فی بیتی فلما اشتکی رسول االله ﷺ تشاغلنا بامرہ ودخلت دویبۃ لنا فاکلتہا“ ([lx])

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رجم کی آیت اور بالغ کے لیے دس رضعات (سے حرمت رضاعت ثابت ہونے) کی آیات نازل ہوئیں تھیں۔ یہ آیات میرے گھر میں چارپائی کے نیچے ایک کاغذ پر لکھی ہوئی پڑھی تھیں۔ جب آنحضرت ﷺ کو (مرضِ وفات کی) تکلیف شروع ہوئی تو ہم آپ کی دیکھ بھال میں لگ گئے۔ ہمارا ایک پالتو جانور آیا اور اس نے اس کاغذ کو کھا لیا“۔

(John Burton) جان برٹن

مشہورِ زمانہ مستشرق جان برٹن بھی نصِ قرآنی کو موضوعِ بحث بنانے والے مستشرقین میں قابلِ ذکر ہے۔ اس نے ""The Collection of the Qur`an" کے نام سے کتاب لکھی جس میں قرآن کی جمع و تدوین اور علومِ قرآنیہ میں سے علم الناسخ والمنسوخ پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے۔

جمع و تدوین پر متفرق اعتراضات کے ضمن میں جان برٹن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن مجید کے تحریری شکل میں موجود ہونے کا انکار کیا ہے اور اس ضمن میں لکھا ہے کہ:

Its collection was not undertaken until sometimes after the death of the prophet".([lxi])

”قرآن کی تدوین کا کام حضور ﷺ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی شروع کیا گیا“۔

حضرت زیدؓ کی روایت رقم کرنے کے بعد لکھتا ہے:

All these elements predispose one to an expectation that the edition prepared by Zaid might be incomplete""The Qur'an texts which come down to us from `Umar's day are unquestionably incomplete".([lxii])

”یہ تمام عناصر ایک امکان کی پیش گوئی کرتے ہیں کہ زید کا تیار کردہ متن نامکمل ہو سکتا ہے۔ قرآن کے وہ متن نامکمل ہو سکتا ہے قرآن کے وہ متن جو عمر کے دور سے ہم تک پہنچے ہیں بلاشبہ نامکمل ہیں“۔

جارج سیل(George Sale)

جارج سیل ایک مشہور مستشرق ہے۔ اس نے قرآن کا انگریزی ترجمہ کیا ہے جو اہل مغرب کے لیے ایک علمی وثیقہ کا درجہ رکھتا ہے۔ اس نے قرآن کو حضور ﷺ کی تصنیف ثابت کرنے کے لیے عہد نامہ قدیم کے موضوعات سے اس کے مستفاد ہونے کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں درج قصے کہانیاں بائبل کے برخلاف قرآن میں حقائق کی صورت میں بیان کی گئی ہیں۔ اس اعتراف کے باوجود کہ قرآن ہی بائبل کے مندرجات کی ایک شکل ہے، جارج سیل قرآن کو دیگر صحفِ سماویہ کے مقابلہ میں کمتر درجہ دیتا ہے۔ اس نے قرآن کے متعلق یہ نظریہ قائم کیا ہے:

Muhammad was really the author and chief Contriver of the Koran beyond dispute".([lxiii])

”شک و شبہ سے بالاتر حقیقتاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرآن کے مصنف اور صدر مشرع تھے“۔

ڈاکٹر پریڈیاکس (Dr. Prideakux) نے قرآن کے مصادر و مآخذ کو متعین کرنے میں جو تفصیلات اور امکانات ذکر کیے ہیں، ان کا جائزہ لیتے ہوئے جارج سیل نے خود ہی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ تفصیلات اور بیانات قابلِ اعتماد نہیں ہیں، اس طرح محمد (ﷺ) کے قرآن کے مصادر و مراجع کو حتمی طور پر متعین نہیں کیا جا سکتا۔([lxiv])

تھیوڈر نولڈیکےTheodor Noldeke

جرمن مستشرق نولڈیکے نے ’تاریخ القرآن‘ کے نام سے کتاب لکھی جس میں قرآن کریم کی تاریخی حیثیت کو متعین کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے متعدد مباحث کو موضوع بنایا گیا ہے۔ نولڈیکے طبقۂ مستشرقین میں ایک پیش رَو کی حیثیت رکھتا ہے جس سے بعد کے مستشرقین نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ نولڈیکے نے اپنی کتاب میں قرآنی متن کے حوالے سے سورتوں کی ترتیب اور نسبتاً عمیق اور منفرد مباحث کو موضوع بنانے کی کوشش کی ہے۔ ابو عبد اللہ زنجانی (م ۱۳۶۰ھ) نے تاریخِ قرآن پر مستشرقین کی اہم تالیفات میں سے اس کتاب کو مختلف پہلوؤں کی وجہ سے اہم قرار دیا ہے۔([lxv])

نظم کے بارے میں مفسرین کرام کی آراء

قرآن مجید کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کی ہے۔ انسان کو تمام علوم وفنون سے آگاہ کیا ہے اور ساتھ ساتھ اس قرآن کے اندر ایک نظم بھی قائم رکھا ہے اس کی ایک آیت کا دوسری آیت سے تعلق رکھا ہے اور ایک سورۃ کا دوسرے سورۃ سے تعلق قائم رکھا ہے۔ اسی طرح اس کے موضوعات میں بھی ایک خاص تعلق اور نظم قائم رکھا ہے جس کا تذکرہ ہم مختلف علماء ومفسرین کے اقوال کی روشنی میں کریں گے۔

نظم کے بارے میں مفسر علماء کرام کی مختلف آراء ہیں۔

علامہ جلال الدین السیوطی مفہوم نظم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اگرچہ علماء نے اس پر کم بحث کی ہے مگر اس میں قرآنی حکمت کا بڑا حصہ چھپا ہوا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

”نظم کا علم ایک نہایت اعلیٰ علم ہے اس کے اشکال کی وجہ سے علماء نے اس سے کم بحث کی ہے۔ امام فخر الدین الرازی تنہا شخص ہیں جنہوں

نے اس کی طرف سب سے زیادہ توجہ کی اور انہوں نے اپنی تفسیر میں لکھاہے کہ قرآنی حکمت کا بڑا حصہ ترتیب و نظم میں چھپا ہوا ہے"۔[lxvi]

امام جلال الدین السیوطی مزید لکھتے ہیں:

ومرجع المناسبة في الآيات القرآنية الى معنى رابط بينهما عام او خاص عقلى و احسى او خيالى اوغير ذلك من من انواع العلاقات او التلازم الزهنى كالسبب والمسبب والعلت والمعولود والنظرين والضدين و نحوه[lxvii]

"آیات قرآنیہ میں علم مناسبت کا مرجع ایک معنی ہے جو آیات کو آپس میں باہم مربوط کرتا ہے اور یہ معنی عام ہے خواہ آیات میں مناسبت کا اظہار عام وخاص، عقلی وحسی یاخیالی وغیرہ ہو"۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی بابرکت کلام اور نبی کریم ﷺ پر نازل کردہ عظیم الشان آخری آسمانی کتاب ہے ۔ جسے اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی ہدایت وراہنمائی کے لئے نازل فرمایا۔ حفاظت قرآن مجید کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ

''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ''[lxviii]

'' بے شک قرآن مجید کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔''

اللہ تعالی کی مذکورہ نگہبانی وحفاظت، قرآن مجید کے حروف، معانی، رسم سمیت جملہ اُمور پر مشتمل ہے۔ قرآن مجید کی اسی عظمت واہمیت کے پیش نظر اہل علم نے اس میں پنہاں متعدد علوم وفنون پر بے شمار کتب لکھ کر اس کے حروف، معانی اور رسم سمیت جملہ اُمور کو محفوظ کر لیا ہے۔

قرآن کے نظم کے بارے میں عبد الحمید فراہی کہتے ہیں کہ قرآن کا نظم ہی اسے وحدۃ میں ڈالتا ہے۔ اور سورتوں کے درمیان نظم لازماً پایا جاتا ہے اگر دو متصل سورتوں کے درمیان نظم نہ ہو تو اس سورت کا بعد والی سورتوں سے نظم پایا جائے گا کچھ سورتیں درمیان میں معترضہ کے طور پر بھی آجاتی ہیں۔ حمید الدین فراہی نظم کے مفہوم کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

وبالجملة فمر اد نا با لنظا م ان تكو ن السو رة كا ملاً وا حداً، ثم تكون ذات منا سبة با السورة السا بقة و اللاحقة ، أو با لتى قبلها اويعد ها على بعد ما كما قدمنا فى نظكم الا يا ت بعضها مع بعض ، فكما ان الآيا ت ربما تكو ن معتر ضة فكذلك ربما تكون السو ر معتر ضة ۔ وعلى هذا الا صل ترى القرآن كله كلا ما وا حد ، اذا منا سبة و ترتيب فى اجزا ئہ من الاول الى الآخر فتبين مما قد منا ان النظا م شئى زا ئد على المنا سبة و ترتيب الاجزاء۔[lxix]

"نظم سے مراد سورۃ کے اجزاء کی وہ باہمی مناسبت ہے جس کے معلوم ہونے پر پوری سورۃ ایک وحدت میں ڈھل جائے اس صورت میں کلام کا مفہوم، مربوط اور ایک ہی مرکزی مضمون کا حامل نظر آتا ہے اور کلام میں جمال، پختگی اور وضاحت کا ادراک ہوتا ہے۔ نظم محض ایک سورت تک محدود نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے اس سورۃ کی مناسبت ان سورتوں کے ساتھ بھی معلوم ہو جائے جو اس کے ساتھ متصل ہیں۔ اگر ان کے ساتھ مناسبت واضح نہ بھی ہو تو ان سورتوں کے ساتھ اس کا تعلق معلوم ہو جائے جو اس سے پہلے یا بعد میں کچھ فاصلے پر واقع ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ جس طرح بعض آیات جملہ معترضہ کے طور پر کلام میں آجاتی ہے اسی طرح بعض سورتیں بھی معترضہ سورتیں بن کر آئی ہیں نظم معلوم ہو جانے کے بعد اول سے آخر تک پورا قرآن مجید مناسبت اور ترتیب رکھنے والا اور کامل واحدت سے متصف نظر آئے گا"۔

اسی طرح امام برہان الدین بقاعی نے بھی نظم القرآن کے بارے میں لکھا کہ یہ نظم علم البلاغہ کے اعتبار سے قرآن کا حسن ہے اور اس سے قرآن کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے آپ لکھتے ہیں:

فعلم مناسبات القرآن علم تعرف منه علل الترتيب اجزائ وهو البلاغة لادائه الى تحقيق مطابقة المعانى لما اقتضاه من الحال وتتوقف الاجارة فيه على معرفة مقصود السورة المطلوب ذالك فيهما ويفيد ذالك على معرفة المقصود من جميع جملها۔[lxx]

"علم مناسبت قرآنی ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے قرآن مجید کے اجزاء (آیات اور سورتوں) کے مابین ترکیب کی وجوہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور یہ علم بلاغت کی نمایاں خوبی ہے جو مقتضائے حال کے موافق معانی میں مطابقت ثابت کرنے کی طرف پہنچاتی ہے۔ اور اس علم میں (مہارت کی) عمدگی سورۃ کے اس مقصود کو سمجھنا ہے جو اس (سورۃ) میں مطلوب ہے اور یہ (علم) اس (سورۃ) کے تمام جملوں کا مقصود معلوم کرنے کے لیے مفید ہے"۔

علامہ محمد اشرف علی تھانوی نظم القرآن کے بارے میں لکھتے ہیں :

ترتيب الفاظ متناسبة المعانى متناسقة الدلالات على وفق ما يقتضيه العقل او الا الفاظ المرتبة بهذا الاعتبار فا بنظم بهذا شامل لرعاية ما يقتضيه علم المعانى و البيان بخلاف النظم بالمعنى الثانى فهو ا عم منہ و منہ نظم القرآن۔[lxxi]

"الفاظ کی ایسی ترکیب جو عقل اور الفاظ کے تقاضے کے مطابق ہو معانی باہم مناسبت رکھتے ہوں اور دلالت میں بھی عمدہ ترتیب ہو ان اعتبار سے علم نظم، علم معانی اور علم بیان کے مقتضی کو شامل ہے۔ بخلاف نظم کے دوسرے معنی کے یعنی الفاظ کی ایسی ترکیب جو مقصودی معنی کے موافق ہو۔ جو اس سے منسلک ہے اور اسی سے نظم قرآنی ہے"۔

خلاصہ بحث

مستشرقین نے دین اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے جو کی سعی لاحاصل کی ہے اس میں وہ قرآن پر بھی اعتراضات کی بونچھال کرتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کو غیر سامی کتاب ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس میں بھی جس بات پر سب سے زیادہ اعتراض کیا ہے وہ قرآن کی ترتیب اور اس کا اسلوب ہے۔ قرآن کی ترتیب اور ربط کو سمجھ سے بالاتر قرار دیتے ہوئے اس کو انسان کا کلام تصور کرتے ہیں۔ کبھی اس کے موضوعات پر اعتراض کیا ہے کہ اس کے موضوعات چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہیں کبھی اس کے ربط کو بے ربط کہا ہے کہ اس میں کوئی ربط موجود نہیں۔ بعض نے اس کو صفحات کا مجموعہ قرار دیا ہے جو بغیر کسی تسلسل کے آپس میں جوڑے گئے ہوں۔ بعض نے اس کی جمع وتدوین پر اعتراض کیا ہے کہ جو ترتیب اس کی اصلی تھی یہ اس ترتیب پر نہیں جمع کیا گیا بلکہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام نے اس کو جمع کیا۔ المختصر یہ کہ مستشرقین کے نزدیک یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ کسی انسان کا کلام ہے جو بغیر ترتیب اور تسلسل کے ہے۔

حوالہ جات

i۔ زمخشری، محمود بن عمر()اساس البلاغہ، مادہ نظم، 23

ii۔ افریقی، ابن منظور(١٤٥٤ھ)، لسان العرب، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج:٣، ص:٦٦٧،

iii۔ ایضاً، ج:٣، ص:٦٦٧،

iv۔ جرجانی، سید شریف علی، کتاب التعریفات، باب نون، ص:١٦٨

v۔ الزبیدی محمد مرتضیٰ، (س،ن)، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الہدایہ، قاہرہ، ج:٢، ص:٣٤٥

vi۔ بلیادی، عبد الحفیظ، (١٩٥٠ء)، مصباح اللغات، لاہور، مقبول اکیڈمی ریس، ص:٤٧٩

vii۔ قاضی، زین العابدین، (س،ن)، بیان اللسان مع اللغات القرآن، ادارہ دار العلوم، کراچی، ص:٨٢٤

viii۔ القرآن، ٦٩:٤٢

ix۔ القرآن، ٥٢:٢٩

x۔ تفسیر جلالین جلال الدین سیوطی، سورہ الطور آیت 29

xi -Mohammedanism: An Historical Survey, H.A.R. Gibb. London: Oxford University Press, 1950, 36-47

xii -Ibid: p:47

xiii -Differential Diagnosis and Management of Hallucinations. Leo P.W. Chiu (PDF) Journal of the Hong Kong Medical Association. Vol 41, No. 3. 1989

xiv -Dr. Farhat Aziz, International Journal of Humanities and Social Science, Vol. I. No. 11 [Special Issue - August 2011]. p. 120.

xv- lbid.p:123

xvi. - lbid.p:125

SCRR

xvii- Muhammad Mohar Ali, The Quran and the Orientalists.pswich: Jam’iyat Ihyaa' Minhaaj al-sunnah, 2004, First Edition, p. 94
xviii- Ibid., p. 135.
xix- Muhammad Khalifa, Dr.. The Sublime Quran and Orientalists,International Islamic Publishers, Karachi, 1989, p. 12
xx- The Cambridge History of Islam. Cambridge University Press:1980, Vol. 1, p. 31
xxi۔ مریم، جان.(1992)."کارل یونگ:اس کے زندگی کا تعارف". آکسفورڈ یونیورسٹی پریس
xxii۔ یونگ، کارل گستاو.(1976)."ارشادیتی ذہنیات کے تحت". پرنسٹن یونیورسٹی پریس
xxiii- The Quran and the Orientalists, p. 173
xxiv- Watt, W. M., Muhammad Prophet and Stateman, Oxford University Press, 1964, pp. 237-239
xxv"The Koran" introduction. p:x -
xxvi -"The Koran" introduction. p:xi
xxvii - Encyclopedia of Religion, 12/168
xxviii - Islam,p:58
xxix -Islam and the West",p:60
xxx -ibid
xxxi - The Messenger" p:238
xxxii - The Messenger" p:238
xxxiii - Encyclopedia of Americana, 15/495
xxxiv - Islam and the West.p:58
xxxv - Bouquet, "Sacred Books of the World".p:280,Cassell & Company London, 1962
xxxvi - introduction to the Quran,p:72
xxxvii - ibid:74
xxxviii - The Koran introduction ",by Palmer,pxi
xxxix - The Koran",pxi
xl - Mohammedanism",p:7
xli - Ibid.p.8
xlii - Life of Mohammad",pxix
xliii - The Koran",p:16
xliv- گستانی بان،(۱۹۳۶ء)، تمدان عرب،لاہور مقبول اکیڈی، ص: ۲۴۴
xlv- گستانی بان،(۱۹۳۶ء)، تمدان عرب،لاہور مقبول اکیڈی، ص: ۲۲۰
xlvi۔ ڈاکٹر، محمد اجمل،()،ترتیب نزول اور قرآن مجید، دہلی، کتب خانہ عزیز، ص:۱۱۹
xlvii۔ ڈاکٹر، محمد اجمل،()،ترتیب نزول اور قرآن مجید، ص:۱۲۰
xlviii- Encyclopedia of Britania, vol xill, p 483
xlix- Ibid, vol xill, p 483
l- Noldeke, Sketches from Easter History, Khayat, Berit, P 40, 41,51
li- Encyclopedia of Britanica, vol xiii, P 483
lii- Kritzeck, James, Anthology of Islam Litrature, P29
liii- Dawood NJ. The Koran. London, 1956,P
liv- Rodwell, J.M: The karan, Dentt, London, 1909, P 23
lv- Jeffery. Arthur, The Koran, A scripture, P 16
lvi- .Bell, Richard, op-cit, p 109
lvii- Margoliouth, PS Mohammadanism, Butterworth, London, 1928, P 49-70
lviii- Watt Montgomery, Muhammad The Prophet and Statesman, p.17
lix۔ نفس المصدر: ص ۱۳
lx۔ تقی عثمانی، علوم القرآن، انسائیکلوپیڈیا ریلیجن اینڈ ایتھکس، Vol. 10, p. 543
lxi- John Burton, The Collection of the Qur`an, p.VII
lxii- نفس المصدر:p.119
lxiii- George Sale, The Koran, p.49
lxiv- Wans Brough, Quranic Studies, Vol.31, p.44-46, p.204
lxv- Noldeke, (Theoder), Geshichte des Qor`ans, p.1 to end
lxvi۔ ششماہی علوم القرآن، فہم قرآن میں نظم کی اہمیت، ۱۹۹۶ء، ص ۷۲
lxvii۔ السیوطی جلال الدین عبد الرحمن، الاتقان فی علوم القرآن، ۲: ص ۱۳۸
lxviii۔ القرآن، ۴۹:۹
lxix۔ الفراہی ، عبد الحمید الہندی ، (۲۰۰۹ء)، دلائل النظام، اعظم گڑھ، دائرہ حمیدہ، ص:۵۷
lxx۔ برہان الدین بقائی، ابراہیم بن عمر، (۱۴۱۵ھ) نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولی،: ص ۵
lxxi۔ محمد اشرف علی تھانوی ، (۱۹۹۶ء)، کشاف اصطلاحات الفنون (بیروت: مکتبۃ البنان ناشران ، الطبعۃ الاولی، ج: ۲: ص ۱۷۱۰

SCRR